Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
(ایڈیٹر) نسیم سیفی
فون: ۶۴۹ رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۴/۳۹ منگل ۱۰ ر صفر ۱۴۱۰ ھ ، ۱۲ ر تبوک ۱۳۶۸ ہش ، ۱۲ ر ستمبر ۱۹۸۹ء نمبر ۲۰۶

خدائی نشانوں کا زمانہ

حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) نے جماعت احمدیہ کی عظیم الشان ترقی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" خدا کی طرف سے یہ سب نشانات ہیں اور یہ ایسا زمانہ ہے جو شاذ کے طور پر انسانوں کے دیکھنے کیلئے ملتا ہے۔" (الفضل ۶ ر اگست ۱۹۸۹ء صفحہ ۶)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

" بُت پرستوں کا شرک تو موٹا ہوتا ہے کہ پتھر بنا کر پوجا کرتے ہیں یا کسی درخت یا اور شئے کی پرستش کرتے ہیں۔ اس کو تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ باطل ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کی بُت پرستی کا نہیں ہے بلکہ اسباب پرستی کا زمانہ ہے۔ اگر کوئی بالکل ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سُست ہو جاوے تو اس پر تو خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ لیکن جو اسباب کو خدا بنا لیتا ہے وہ بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ مَیں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے۔ ایک تو مُردہ کی پرستش کر رہا ہے اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہو گئے ہیں وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں اور اس طرح یہ اسباب پرستی مرضِ دق کی طرح لگی ہوئی ہے اور یورپ کی تقلید نے اس ملک کے نوجوانوں اور نوتعلیم یافتہ لوگوں کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳/۴)

صدقہ سے بلا ٹل جاتی ہے

حضرت بانیٔ سلسلہ فرماتے ہیں:

" اگر خدا میں یہ عادت نہ ہوتی کہ دعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ اور بکا سے ان بلاؤں کو دور کر دیتا جس کا اس نے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤں اور عذابوں کو نبیوں کی معرفت ظاہر کر چکا ہے تو دنیا کبھی کی ہلاک ہو جاتی۔ سو نیکی کرو اور خدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔"

فضل عمر ہسپتال میں نادار مریضوں کے علاج کے لئے صدقہ کی رقوم بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

" اَے میرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو ٭ وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشکِ تتار"

براہین احمدیہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۴

ہر ایک جو اسکی رضا میں فنا ہوتا ہے اسکی اعجازی قدرت کا مظہر ہو جاتا ہے

(کشف الغطاء صفحہ ۹)

بد صحبت سے پرہیز کرو

(کشف الغطاء صفحہ ۸)

" اہلِ حق کے حصہ میں افضالِ الٰہی اور مخالفین کے حصہ میں حسد آتا ہے"

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع)

" قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ حسد کا حملہ دو طرح سے ہوتا ہے۔ ایک اندرونی طور پر اور دوسرے بیرونی طور پر۔ اہلِ حق کے معاشرہ پر حسد کا اندرونی حملہ خفیہ ہوتا ہے۔ چنانچہ رفتہ رفتہ ان کے درمیان جو معاشرتی برائیاں رونما ہوتی ہیں۔ ان میں سے بہت سی برائیوں کی جڑ حسد سے ہی پھوٹتی ہے اور وہ کسی نہ کسی رنگ میں حسد سے ہی پیوستہ ہونے کے باعث اسی کا شاخسانہ ہوتی ہیں۔ پھر حسد اہلِ حق کی جماعت پر بیرونی طور پر بھی حملہ آور ہوتا ہے اور ظاہری طور پر ان کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے ...... جب اللہ تعالیٰ سوسائٹی میں کسی گروہ یا جماعت کو انکی خوبیوں اور اوصاف سے خوش ہو کر اپنے فضلوں اور انعاموں کا مورد بناتا ہے تو دوسرے لوگ ان سے اس بناء پر حسد شروع کر دیتے ہیں کہ خدا نے انہیں نزولِ فضل اور انزالِ رحمت کے لئے کیوں چُنا لیکن ان دوسرے طبقوں اور لوگوں کا یہ حسد ان لوگوں کی ترقی پر ذرہ بھر بھی اثرانداز نہیں ہوتا جنہیں خدا نے اپنے فضل کے لئے چُن لیا ہو۔ مثال کے طور پر اس امر کے باوجود کہ حضرت ابراہیمؑ کے مخالف حسد کی آگ میں جلتے رہے کہ ابراہیمؑ اور اس کی اولاد پر خدائی افضال کا کیوں نزول ہوا اور کیوں وہ پھولتے پھلتے چلے گئے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ ر مئی ۱۹۸۶ء بیت الفضل لندن)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۲ر تبوک ۱۳۶۸ہش — ۱۲ر ستمبر ۱۹۸۹ء

دُعا اور برگزیدگی

کہتے ہیں کہ کسی بات کے متعلق پوچھنا ہو تو ان سے پوچھئے جو اس کا تجربہ رکھتے ہوں۔ اور اچھی طرح جانتے ہوں کہ اس بات کی ماہیت کیا ہے۔ اگر آپ کسی ایسے شخص سے پوچھیں گے جو خود کچھ نہیں جانتا تو وہ آپ کو کیا بتائے گا۔ یا تو صاف کہہ دیگا کہ اسے کچھ معلوم نہیں یا آپ کو وہ کچھ بتا دیگا جو غلط ہوگا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے یہ بات بار بار بیان فرمائی ہے کہ خدا کے متعلق ان سے پوچھئے جو خدا والے ہیں۔ دعا کی ماہیت کا ان سے پوچھئے جو دعائیں کرتے ہیں اور دردِ دل سے دعائیں کرتے ہیں۔ روحانی باتوں کے متعلق ان سے واقفیت حاصل کیجئے جو روحانی لوگ ہیں۔

دعا کے متعلق عام طور پر پوچھا جاتا ہے۔ اور شائد پوچھا بھی ان سے جاتا ہے جو یا تو خود دعا نہیں کرتے یا اس طرح نہیں کرتے جس طرح کرنی چاہیئے یا نتائج سے آگاہ نہیں ہوتے کہ دُعا کے نتائج کیا ہو سکتے ہیں اور اس سے بھی انہیں ٹھوکر لگنے کا امکان ہوتا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ دُعا کے متعلق فرماتے ہیں۔

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دعا کا قبول ہونا دو طور سے ہوتا ہے ایک بطور ابتلاء اور ایک بطور اصطفاء۔ بطور ابتلاء تو کبھی کبھی گنہگاروں اور نافرمانوں کی دُعا بھی قبول ہو جاتی ہے لیکن جو بطور اصطفاء دعا قبول ہوتی ہے اس میں یہ شرط ہے کہ دعا کرنے والا خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں میں سے ہو اور چاروں طرف سے برگزیدگی کے انوار و آثار اسمیں ظاہر ہوں کیونکہ خدا تعالیٰ حقیقی قبولیت کے طور پر نافرمانوں کی دُعا ہرگز نہیں سُنتا۔"

حضور کے اس ارشاد میں یہ بات قابلِ غور ہے کہ دُعائیں قبول کروانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہم سے ایسے افعال سرزد ہوں کہ ہم برگزیدوں میں شامل ہو جائیں۔ اگر ہم میں برگزیدگی نہ پائی جائے تو نہ دُعا کا مزہ آئے گا نہ اس کا نتیجہ حسبِ منشاء نکلے گا۔

آبروئے دین ہے تو آبرومندوں سے ہے
زینتِ ہر دو جہاں اللہ کے بندوں سے ہے
یوں تو ہیں اہلِ جنوں عرفِ محبّت کے نقیب
ساکھ ان کی بھی اگر ہے تو خردمندوں سے ہے

(ابوالاقبال)

"کسی کی اُلفت کی بات کرنی"

نسیمِ رحمت تو جس پہ چلتی ہے اسکو میر اسلام کہنا
حریمِ اُلفت میں کچھ ضروری نہیں ہے سائل کا نام کہنا

اگر وہ سمجھے تو میرے دل کا عجیب مہمل کلام کہنا
خوشی کو صہباءِ خام اور دل کے غم کو کأس الکرام کہنا

پلک پلک منتظر نگاہیں۔ نظر نظر دید کی تمنّا
اگر یہی اس کا مدّعا تھا تو پھر اُسے شاد کام کہنا

ادب سے کہنا کہ کونسی صبح آپ تشریف لا رہے ہیں
بہت سی شاموں کے بجھ چکے ہیں چراغِ دیوار و بام کہنا

بہت زمانے سے تذکرے ہیں تمہاری آمد کے میکشوں میں
بہت محبّت سے منتظر ہیں تمہارے مینا و جام کہنا

روش روش رہگزارِ غم ہے، قدم قدم پر اداس منظر
تمہارے گلشن میں پھر بھی قائم ہے عشق کا التزام کہنا

ریاضِ قلب و نظر بہت ہو تو پھر بھی لازم نہیں کہ آئے
کسی کی اُلفت کی بات کرنی، کسی کے غم کا کلام کہنا

(صاحبزادہ مرزا حنیف احمد صاحب)

خدا سے ڈرو اور پاک دِلی سے اُسکی پرستش کرو
(کشف الغطاء ص۸)

تنظیم اور اتحاد ہمارے لئے اتنے اہم پہلے نہ تھے جتنے اب ہیں۔ ہم صرف متحد کوشش اور اپنی قسمت پر بھروسہ کر کے ہی اُس پاکستان کو حقیقت بنا کر پیش کر سکتے ہیں۔ جس کا ہم نے خواب دیکھا تھا۔
(قائدِ اعظم کا پیغام ۱۷ اگست ۴۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یوسف سہیل شوق

گیمبیا میں جماعت احمدیہ کی ترقی

مربی انچارج مکرم مولانا داؤد احمد حنیف سے ایک گفتگو:

گیمبیا مغربی افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جس کی کل آبادی ۶ لاکھ ہے۔ یہاں پر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ایک مضبوط جماعت قائم ہے۔ گیمبیا کے مربی انچارج مکرم مولانا داؤد حنیف صاحب پچھلے دنوں ربوہ تشریف لائے تو ان سے ملاقات ہوئی۔ ہم نے سوال کیا کہ گیمبیا میں کس چیز نے احمدیت کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

داؤد حنیف صاحب نے جواب دیا کہ یہاں پر جماعت احمدیہ کا پھیلاؤ اور اس کی نیک نامی کا سبب جماعت کی روحانی قوت کے بعد اس کے ہسپتال اور سکول ہیں۔ جماعت نے روحانی میدان کے بعد طبی اور علمی میدان میں اس ملک کی بڑی خدمت کی ہے۔ مقامی حکام اور سربراہ مملکت سبھی ہمارے مداح ہیں۔ چنانچہ صدر داؤدا جوارا احمدیہ ہسپتال کے افتتاح کے موقعہ پر تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے افتتاح فرمایا۔ اور اپنے خطاب میں جماعت کی مذہبی تعلیمی اور طبی خدمات کو سراہا۔

ہم نے سوال کیا کہ ملک میں نمایاں احمدی احباب کون کون سے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ دنیادی میدان میں جناب الحاجی الامین ہیں جو ایک بہت بڑی کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ اس کے علاوہ احمد تال صاحب ہیں جو وزارت خوراک و زراعت کے سیکرٹری ہیں۔

داؤد حنیف صاحب نے کہا کہ یہاں مشن کھولنے میں جس قدر دشواری پیش آئی اتنی ہی زیادہ تیز رفتاری سے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ترقی عطا فرمائی۔ جب یہاں مشن کھولنے کے لئے مربی بھجوانے کی اجازت طلب کی گئی تو حکومت نے بار بار انکار کیا۔ لیکن یہ اعتراضات عذرات لنگ کی حیثیت رکھتے تھے۔ مثلاً یہ اعتراض کیا گیا کہ پہلے ہی یہاں پر بہت سے مذاہب ہیں اب اور کسی مذہب کی گنجائش نہیں۔ پھر کہا گیا کہ دین حق کے پیروکار پہلے ہی سے یہاں موجود ہیں مزید آدمیوں کے آنے کی ضرورت نہیں۔ پھر یہ درخواست کی گئی کہ اور نہیں تو تین ماہ کا ہی ویزہ دے دیا جائے تا کہ ہمارا مربی اپنے آدمیوں یعنی احمدی احباب سے مل سکے (واضح رہے کہ یہاں پر پہلے ہی سے بعض لوگ احمدی ہو چکے تھے) اس کا جواب حکومت نے یہ دیا کہ وہ تو ہمارے آدمی ہیں آپ کے آدمی تو نہیں۔ دراصل اس ساری مخالفت کے پیچھے عیسائی چرچ کی طاقت کام کر رہی تھی۔ عیسائی پادری چاہتے تھے کہ یہاں جماعت احمدیہ کا مشن نہ کھولا جائے۔ آخر کار کوشش ایک دن رنگ لائی اور حکومت نے بالآخر احمدیہ مشن قائم کرنے کی اجازت دے دی۔

مکرم داؤد حنیف صاحب نے ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ اب گیمبیا میں دعوت الی اللہ کے لئے جدید ذرائع سے کام لیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ویڈیو اس سلسلے میں نہایت اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ویڈیو کا یہ سلسلہ ۱۹۸۶ء سے شروع ہوا۔ لیکن چونکہ دیہات وغیرہ میں بجلی میسر نہ ہوتی تھی اس لئے اسے مرکزی شہر میں ہی رکھا گیا تھا لیکن اس سے پورا فائدہ اسی وقت اٹھانا شروع کیا گیا جب ویڈیو کو ایک گاڑی میں فٹ کر کے اس میں بجلی کا انتظام کر دیا گیا۔ اب یہ گاڑی شہر شہر اور گاؤں گاؤں جاتی ہے اور اہل گیمبیا کو احمدیت کی تعلیمات کے بارے میں آگاہ کرتی ہے مقامی آدمی اور مربی سلسلہ ساتھ جاتے ہیں جو ویڈیو پر حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) کی تقاریر، مصروفیات، جماعت احمدیہ کے جلسوں وغیرہ کے مناظر اور دوسری دینی معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔ مربیان خطاب بھی کرتے ہیں اس طرح سے بہت اچھے رنگ میں جماعت احمدیہ کا تعارف گھر گھر پہنچ رہا ہے۔ داؤد حنیف صاحب نے بتایا کہ ملک میں ۴۰ کے قریب جماعتیں ہیں۔ یعنی ایسی جماعتیں جہاں صدر جماعت کا باقاعدہ انتخاب عمل میں آتا ہے۔

گیمبیا کے عوام کا جماعت احمدیہ کے بارے میں کیا تاثر ہے؟

مکرم مربی انچارج صاحب گیمبیا نے بتایا کہ خدا کے فضل و کرم سے عوام میں جماعت احمدیہ کا بہت اچھا تاثر ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ جماعت منظم ہے اور ملک کی صحیح معنوں میں سنجیدگی سے خدمت کر رہی ہے۔ اس ملک کے لوگ خدا کے فضل سے تعصب سے بھی پاک اور فراخ دل ہیں اور سچائی کو قبول کرنے کا مادہ رکھتے ہیں۔

مکرم داؤد حنیف صاحب نے بتایا کہ گیمبیا میں جماعت احمدیہ کے پانچ ہسپتال ہیں جن میں فرافینی میں واقع دانتوں کا ہسپتال بھی شامل ہے۔ اس کو اب وسیع کیا جا رہا ہے۔

ہسپتالوں کے علاوہ ملک میں تین سکول ہیں پہلا نصرت ہائی سکول بانجل جو دراصل بانجل سے دس میل دور BONUNKA KUNDA کے مقام پر واقع ہے۔ دوسرا ناصر احمدیہ.... ہائی سکول ہے یہ بھی BASSE میں واقع ہے اور تیسرا منسا کونکو MANS KONKO میں ہے اب ایک نیا سکول کھلا ہے جس کا نام طاہر احمدیہ...... ہائی سکول ہے۔ اس نے ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء سے کام شروع کیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ سارے ملک میں کل ۱۱ سکول ہیں جن میں سے تین جماعت احمدیہ کے سکول ہیں۔

داؤد حنیف صاحب نے بتایا کہ مشن کے زیر انتظام ایک ماہنامہ شائع ہوتا ہے۔ ملک میں کئی احمدیہ بیوت الذکر موجود ہیں۔

شذرات

اسرائیل

اسرائیل نے ملک بدر تو ۵ فلسطینیوں کو کرنا چاہا تھا لیکن ان میں سے ایک کسی نہ کسی طرح از خود فرانس پہنچ گیا۔ اور باقی ۴ کو انہوں نے ۲۷ اگست کو ملک بدر کر دیا۔ ان چاروں نے اس بات کا عہد کیا ہے اور اپنے اس عزم کو دہرایا ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے یہ بیان انہوں نے اس وقت دیا جب وہ بیروت کے جنوب میں ۴۰ کلومیٹر دور عین الحلوہ کے کیمپ میں پہنچے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ اسرائیلی یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ایسی کارروائیوں سے فلسطینیوں کے احتجاجی مظاہرے رک جائیں گے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ باتیں ہمارے لوگوں کے عزم کو اور بھی مضبوط کرتی ہیں۔ وہ اس جدوجہد اور لڑائی کو جاری رکھیں گے۔ ان چاروں میں سے بیان دینے والے عودہ حالی ہیں۔ ان چاروں کو اسرائیلیوں نے سرحدی علاقے کے گاؤں زمرایہ جو کہ اسرائیل کے حفاظتی زون کے مشرق میں ہے، وہاں پہنچا دیا تھا۔ فلسطینیوں نے احتجاج کے طور پر سوموار یعنی ۲۸ تاریخ کو مغربی کنارے میں جوان پانچوں کا علاقہ ہے، سٹرائک کی۔ سینکڑوں افراد نے ریلا میں مارچ کیا جہاں تمام دکانیں اور سکول بند کر دیئے گئے تھے۔ تاکہ سٹرائک کو زیادہ موثر بنایا جا سکے۔ اس سٹرائک سے قرب و جوار کے علاقے بھی متاثر ہوئے۔ ان پانچوں پر الزام یہ تھا کہ وہ ۲۰ ماہ سے چلنے والے احتجاج کی راہنمائی کرتے تھے۔ جہاں تک مقبوضہ غزہ پٹی کا تعلق ہے وہاں اسرائیلیوں نے دو فلسطینیوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اور مظاہرین کے ساتھ بار بار جھڑپیں ہوتی رہیں۔

اسرائیل کے مرکزی فوجی حلقے کے کمانڈر نے وہاں کے یہودی آبادکاروں سے کہا کہ وہ مغربی کنارے میں پھر فوج متعین کر دے گا تاکہ سڑکوں پر حفاظتی اقدام موثر بنائے جا سکیں۔

جنرل یزاک مارچائی نے کہا کہ اب وہ فوج کی چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کو مختلف جگہوں پر متعین کرے گا۔ بجائے اس کے کہ انہیں کسی خاص بڑے کیمپ میں رکھا جائے۔ اور وہ وہاں سے ضرورت کے مطابق کارروائی کریں۔ اس نے یہی پالیسی غزہ کی پٹی میں استعمال کی تھی جہاں کہ وہ گذشتہ جون تک مقامی فوجیوں کا کمانڈر تھا۔

ن۔ ص

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوشابہ عزیز —— لاہور

ڈپریشن ۔۔۔ جدید دور کا تحفہ

صد شکر کہ پھر سے "الفضل" کا اجراء ہوا۔ مذہبی عقیدت کی بناء پر تو یہ اخبار ہمیں شروع سے ہی پیارا تھا۔ مگر اب اس میں ادب سے لگاؤ رکھنے والوں کے لئے مزید کشش پیدا ہو گئی ہے۔ میں نے سوچا کہ میں بھی اس پیارے اخبار کے لئے کچھ لکھوں۔ نفسیات کی طالبہ ہونے کی وجہ سے قدرتی طور پر میرا دھیان نفسیاتی مسائل کی طرف گیا۔ اس وقت دنیا بہت سے نفسیاتی مسائل کا شکار ہے۔ زندگی کی تیز رفتاری کا تقاضا اور اپنی صلاحیتوں اور وسائل کی کمی نے انسان کو ذہنی مریض بنا دیا ہے۔

ہم چاہتے ہیں کہ احمدی زندگی کے کسی بھی میدان میں پیچھے نہ رہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں نفسیات کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ بعض باتیں جو بڑی معمولی اور غیر اہم نظر آتی ہیں حقیقتاً وہ بہت اہمیت کی حامل ہوتی ہیں اور ان کے نتائج بڑے دور رس ہوتے ہیں۔

اس وقت میں "ڈپریشن —— جدید دور کا تحفہ" کے موضوع پر مضمون لے کر حاضر ہوئی ہوں۔ اگر اس کو پڑھنے کے بعد کسی ایک شخص کا بھی بھلا ہو گیا تو میں سمجھوں گی کہ یہ بہت بڑی بات ہے۔ کیونکہ ہماری جماعت کا ایک ایک شخص گوہر نایاب ہے اور ہمیں اس کی قدر کرنی ہے۔ امید ہے کہ آپ میرے اس مضمون کو کسی قریبی اشاعت میں جگہ دے کر ممنون فرمائیں گے۔ جلد ہی کسی اور موضوع پر قلم اٹھاؤں گی۔ جواب کا انتظار رہے گا

حوصلہ افزائی کی طالبہ

نوشابہ عزیز۔ لاہور

آج کل ڈپریشن کا لفظ اکثر سننے میں آتا ہے۔ زندگی کی گوناں گوں مصروفیات اور تلخیوں نے انسان کو اس قدر مجبور کر دیا ہے کہ ہر دوسرا شخص اپنے آپ کو ڈپریشن کا مریض کہتا ہے مگر بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ ڈپریشن حقیقت میں کیا ہوتا ہے۔ بہت سے لوگ تو اپنے آپ کو شوقیہ ڈپریشن کا شکار کہتے ہیں۔ حالانکہ ڈپریشن کوئی اتنی رومینٹک چیز نہیں جتنا وہ سمجھتے ہیں۔ بلکہ ایسا کردار تو (ABNORM- ALITY) ایبنارمیلٹی کے زمرے میں آتا ہے۔

اصل میں ڈپریشن ایک خفیف ذہنی بیماری ہے جو کہ اس جدید دور میں بہت تیزی سے پھیلی پھولی ہے۔ یہ ایک ایسی افسردگی ہے جو زندگی کی تلخیوں سے اکتا کر ایک شخص غیر طبعی اور غیر ضروری لمبے عرصے تک اپنے اوپر طاری کر لیتا ہے۔ معمولی سی پریشان کن بات ہوتی ہے مگر ایک شخص اسے بہت زیادہ محسوس کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کا حل کچھ نہیں۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ زندگی بے کار ہے اور وہ ہاتھ پاؤں چھوڑ کر اداسی اور افسردگی کی تصویر بن کر رہ جاتا ہے

ڈپریشن کا مریض بے ہمتی، بے زاری اور تھکاوٹ کا شکار رہتا ہے اس کے اندر خود اعتمادی کی کمی ہوتی ہے۔ وہ کسی شے پر اپنی توجہ مرکوز نہیں رکھ سکتا۔ وہ بے خوابی کا شکار رہتا ہے اور جب کبھی نیند آتی ہے تو درمیان سے ہی نیند ٹوٹ جاتی ہے۔ اور پھر دوبارہ سونا مشکل ہو جاتا ہے

کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن پر غموں کے پہاڑ بھی اثر نہیں رکھتے اور وہ ہر غم کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ جبکہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ذرا سے غم پر بھی ہمت ہار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں اگر کچھ حصہ خداداد صلاحیت کا ہوتا ہے تو کچھ عمل دخل بچپن کی تعلیم و تربیت کا بھی ہوتا ہے۔ وہ والدین جو اپنی اولاد کو بچپن سے ہی زندگی کی سختیاں سہنے کا سلیقہ سکھا دیتے ہیں۔ بے تحاشہ لاڈ پیار کی بجائے انہیں جائز محبت کے ساتھ ساتھ معمولی محنت و مشقت کا عادی بھی بنا دیتے ہیں تو ایسے بچے آگے چل کر کسی بھی پریشان کن صورت حال کا حوصلہ مندی سے مقابلہ کرتے ہیں۔ جبکہ وہ بچے جن کے والدین نے انہیں بے تحاشہ ناز و نعم میں پالا ہو۔ ان کے بے جا لاڈ اٹھائے ہوں۔ ذرا ذرا سی تکلیف اور معمولی محنت سے بھی ان کو دور رکھا ہو۔ تو ایسے بچوں پر اگر زندگی کے کسی دور میں بھی کوئی تکلیف آتی ہے تو وہ ہمت ہار دیتے ہیں اور ڈپریشن کا شکار ہوتے ہیں۔

جوں جوں معاشرہ ترقی کرتا جا رہا ہے معاشرے کی اقدار بھی بدلتی جا رہی ہیں۔ آپس میں مقابلے کے محرک اور معاشی غیر یقینی حالات نے انسان کے اندر تشویش پیدا کر دی ہے۔ موجودہ دور جو کہ تشویش ڈر اور نامعلوم خوف کا دور ہے۔ ڈپریشن میں اس کا بھی بڑا ہاتھ ہے۔ ڈپریشن کا شکار تشویش کی وجہ سے کھچاؤ، پریشانی اور تھکاوٹ کی قدرے مستقل حالت میں رہتا ہے۔ وہ بے حد حساس ہو جاتا ہے اور اپنے آپ کو معاشرتی روابط میں ناکام سمجھتا ہے۔ اسے ہر وقت یہ فکر کھائے رہتی ہے کہ کہیں وہ کوئی غلطی نہ کر بیٹھے۔ اسے خود معلوم نہیں ہوتا کہ وہ ایسا کیوں محسوس کر رہا ہے اور ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے۔

بعض لوگ محض توجہ اور ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ڈپریشن کی علامات طاری کر لیتے ہیں۔ ایسے لوگ معمولی سی پریشانی کو بڑھا چڑھا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ لوگ انہیں دکھی سمجھیں۔ انہیں توجہ دیں، ان سے محبت کریں۔ اس طرح وہ نفسیاتی تسکین حاصل کرنا چاہتے ہیں اگر ان کا یہ حربہ کامیاب ہو جائے تو ان کے ایسے کردار کو تقویت ملتی ہے اور پھر وہ اکثر و بیشتر اس کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

کبھی کبھار غصے، دشمنی اور احساس جرم و گناہ کے شکار لوگ بھی ڈپریشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اپنے کسی عزیز کی طرف نفرت اور دشمنی کا جذبہ رکھتے ہیں مگر دنیا والوں کے ڈر سے اس جذبے کو اپنے اندر ہی دبا لیتے ہیں۔ جو ان کے لاشعور میں جا کر بے نام طریقے سے تنگ کرتا ہے۔ یہ احساس گناہ خود تحقیری اور ڈپریشن کو جنم دیتا ہے۔

ذیلکارڈ سے پتہ چلا ہے کہ بعض اوقات ڈپریشن کا مرض نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے۔ غدودوں کا عمل اور دوسرے عضویاتی عناصر بھی ڈپریشن پیدا کر سکتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ نیند اور بھوک کی کمی اور مسلسل چڑچڑاپن انسان کے اندر قوت برداشت کو کم کر دیتا ہے اور قوت برداشت کی کمی ڈپریشن کی ایک عام وجہ ہے۔ تاہم ڈپریشن میں عضویات کا عمل دخل کس حد تک ہے ابھی اس سلسلے میں تحقیقات مزید کچھ نہیں کہتیں۔

بعض اوقات ڈپریشن شدید نوعیت کا بھی ہوتا ہے جس کی علامات خفیف ڈپریشن سے قدرے مختلف ہوتی ہیں۔ ڈپریشن اگر شدید نوعیت کا ہو تو مریض کو زندگی سے مکمل نفرت اور بیزاری ہو جاتی ہے۔ وہ کسی کام کاج کے قابل نہیں رہتا۔ بلکہ تنہا بیٹھ کر خلاؤں میں گھورتا رہتا ہے۔ اس قسم کے مریض خودکشی کی کوشش بھی کر سکتے ہیں۔ لہٰذا انہیں ہاسپٹل میں داخل کروانے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تحقیقات بتاتی ہیں کہ ڈپریشن کا شکار زیادہ تر متوسط اور اعلیٰ طبقے کے لوگ ہوتے ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ عورتیں مردوں کی نسبت ڈپریشن کا زیادہ شکار ہوتی ہیں۔

علاج

اگرچہ ڈپریشن ایک خالصتاً نفسیاتی بیماری ہے اور اس کا صحیح علاج کسی ماہر نفسیات کے پاس ہی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ شدید قسم کے ڈپریشن میں کسی ماہر نفسیات سے رابطہ ازحد ضروری ہے جو کہ تمام صورت حال کو پیش نظر رکھ کر کسی مناسب طریقہ کار کی مدد سے اس کا علاج کرتا ہے۔ البتہ معمولی ڈپریشن میں، تھوڑی سی کوشش کر کے اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کو محسوس کر کے اس سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔

ذیل میں چند ایک طریقہ کار ہیں جن پر عمل کر کے زندگی سے کسی حد تک بہتر مطابقت پیدا کی جا سکتی ہے۔

● والدین سے گذارش ہے کہ وہ اپنے بچوں کو نظر انداز نہ کریں ان کو دنیا کی بھیڑ میں تنہا مت چھوڑیں اور نہ ہی اپنے بچوں کو بے تحاشہ لاڈ پیار سے بگاڑیں۔ بچپن سے ہی ان کو معمولی محنت و مشقت کا عادی بنائیں تاکہ وہ تن آسانی کا شکار نہ ہوں اور زندگی کے کسی موڑ پر آنے والی پریشانی سے گھبرا نہ جائیں بلکہ جواں مردی سے مقابلہ کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

● اپنا مقصد اور منزل ایسے مقرر کریں جن تک رسائی ممکن ہو۔ اگر اپنی صلاحیتوں اور وسائل سے بڑھ کر اپنا مقصد بنائیں گے تو مایوسی کا شکار ہو جائیں گے۔

● دنیا کی اندھا دھند پیروی مت کریں۔ ضروری نہیں کہ جس طرف سب لوگ جا رہے ہیں آپ بھی وہی راہ اختیار کریں بلکہ آپ ایسی راہ اختیار کریں جس میں آپ اطمینان اور سکون محسوس کرتے ہیں۔ اگر آپ محسوس کرتے ہیں کہ آپ دنیا سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں اور آگے بڑھتے لوگوں کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ تو دنیا کا ساتھ دینے کی بے فائدہ کوشش مت کریں۔ آپ اپنی راہ پر چلتے جائیں اور خوش رہیں۔ عنقریب آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے ساتھ تو بہت لوگ ہیں۔

● اپنے اندر غصے اور جارحیت کو کم کرنے کی کوشش کریں۔ لوگوں کے ساتھ پیار اور محبت کا رویہ اپنائیں۔ جلد ہی وہ بھی اپنی نفرت ختم کر کے آپ سے محبت کریں گے۔

● دوسروں سے امیدیں کم وابستہ کریں۔ ان سے کچھ لینے کی بجائے اگر ہو سکے تو کچھ دے دیں۔ کوشش کریں کہ اپنے مسائل خود حل کریں۔ اگر دوسروں پر انحصار کریں گے اور دوسرے آپ کی مدد نہ کر سکے تو مایوسی ہو گی۔

● اپنے اندر قوت برداشت پیدا کریں۔ کسی مصیبت سے تنگ آ کر ہمت نہ ہاریں بلکہ خدا کی طرف سے اسے ایک آزمائش سمجھ کر خدا کی رضا پر راضی رہیں۔

● سب سے بہتر حل، سب سے بہتر علاج اور سب سے بہتر بچاؤ کا طریقہ یہی ہے کہ خدا سے لو لگائیں کہ اس کی محبت ہی تمام مشکلات کا حل اور تمام بیماریوں کا علاج مہیا کرتی ہے۔

خط تو آپ ہمیں جس طرح چاہیں لکھیں خوبصورت یا شکستہ۔ لیکن اپنا مضمون ضرور ورق کے ایک طرف لکھیں۔ خوبصورت لکھیں اور صفحہ کے ایک طرف تقریباً ایک ڈیڑھ انچ حاشیہ چھوڑ کر۔ یہ بات ہم صرف نو آموز سے نہیں کہہ رہے بلکہ بہت اچھا لکھنے والوں سے بھی یہی گذارش ہے

نصر اللہ خاں ناصر ایم اے

ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب آف قاضی احمد (سندھ)

صدق و وفا کے پیکر

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

قبیلہ جنڈراں کے ایک درویش صفت اور صوفی منش بزرگ کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس کو شناخت کرنے کی توفیق دی اور حلقۂ ارادت میں آنے کے بعد خدمت کی وہ توفیق پائی کہ امام کے قدموں میں ہی زندگی گزار دی حضرت مولوی رحیم بخش ہی اس خاندان کے چشم و چراغ ہیں جنہوں نے یہ سعادت پائی۔ عشق و وفا کے اس پیکر نے دائمی زندگی پائی اور باوجود اس کے کہ وہ ظاہری طور پر اس دنیا میں نہیں ان کی دعاؤں کے ثمرات ڈاکٹر عبدالقدیر کی صورت میں ظاہر ہوئے جو راہ مولیٰ میں اپنی جان قربان کر کے اپنے اسلاف اور اپنی آنے والی نسلوں کے لئے باعث صد افتخار رہے۔ اور تاریخ احمدیت میں ایک سنہرے باب کا اضافہ کیا، اور شجر احمدیت کی اپنے خون سے آبیاری کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کرے۔ آپ مرے نہیں۔ آپ کو عشق و وفا کے عظیم کردار نے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا۔ جریدۂ عالم پر آپ کے دوام کے نقوش ثبت ہیں۔

قاضی احمد وسطی سندھ کے ضلع نواب شاہ کا چھوٹا سا قصبہ ہے۔ نہایت سرسبز و شاداب اور شاہراہ پر واقع ہے۔ انڑ بلوچوں کا یہ قصبہ اپنی شرافت ملنساری اور مہمان نوازی کی اچھی مثال رکھتا ہے۔ تقسیم ملک کے کچھ عرصہ بعد ڈاکٹر صاحب نے دریائے سندھ کی طرف ایک قطعہ اراضی خریدا۔ بڑے بھائی ڈاکٹر عبدالقدوس صاحب آف نواب شاہ کی قدم قدم رفاقت رہی زرعی اراضی خریدنا ہی پس منظر تھا کہ ڈاکٹر صاحب قاضی احمد میں سکونت اختیار کر گئے۔ اور پھر ہمیشہ کے لئے قاضی احمد کے ہو گئے۔

ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کا قاضی احمد برلب شاہراہ کلینک دکھی انسانیت کا مرکز تھا۔ اگرچہ آپ کوالیفائڈ ڈاکٹر نہ تھے مگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ دست شفا عطا کیا تھا کہ دور دور تک آپ کی شہرت تھی۔ مریضوں کے بڑے ہمدرد اور دعاگو انسان تھے یہی خوبی تھی جو مریضوں کے لئے کشش و جذب کا موجب تھی اور ان کے تجربہ پر یہ خوبی حاوی تھی۔

آپ اس علاقہ میں روشنی کا مینار تھے۔ آپ نے احمدیت کی شمع کو آخر وقت تک روشن رکھا۔ آپ کو مخالف کے ارادوں کا علم تھا۔ ایک سال قبل جب مجھ سے ملاقات ہوئی تو اس بات کا اظہار کیا کہ ان کے نام پر نشان لگ چکا ہے۔ مگر ارادہ کے پکے غیر متزلزل ایمان رکھنے والے بے خوف انسان تھے۔ اس علم کے باوجود کہ مخالف ان کے خون کا پیاسا ہے آپ نے قاضی احمد میں دین حق کی شمع روشن کئے رکھی۔ آپ کا دل معرفت الٰہی سے پر تھا۔ خدا تعالیٰ پر یقین رکھنے والا یہ دل اتنا مطمئن تھا کہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھتا اور اس حقیقت کو خوب سمجھتا کہ مخالف نادان ہے۔ میرا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ آپ جانتے تھے

؎ موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
یہ ہے شام زندگی صبح دوام زندگی

جسے نادان دشمن شام زندگی سمجھتا ہے وہ اللہ کے بندوں کے لئے دائمی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہی دائمی اور ابدی زندگی سندھ کے ان جاں نثاروں کو ملی جو آپ سے پہلے راہ حق میں اپنی جانوں کا نذرانہ دے چکے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالقدیر بڑے خوش خلق ملنسار، مہمان نواز اور ہمدرد انسان تھے۔ سندھی کیا پنجابی امیر اور غریب ہر کس و ناکس آپ کے اخلاق کا گرویدہ تھا۔ مقامی لوگ آپ کو پیروں کی طرح عزت دیتے۔ انڑ قبیلہ کے رئیس علی نواز علاقہ کے مشہور زمیندار آپ کا بے حد احترام کرتے۔ جب کبھی بھی مرکز سے زیادہ مہمان ہوتے یا کسی خاص مہمان کا انتظام کرنا ہوتا تو رئیس علی نواز آپ کے اشارے پر سارے انتظامات کرتے تھے۔ یہ سب آپ کے حسن اخلاق کا نتیجہ تھا۔ آپ بے انتہا مخلص دعاگو اور عبادت گزار تھے۔ تقریباً ۴۰ سال کا عرصہ بطور صدر جماعت کام کرتے رہے۔ مالی قربانیوں اور خاص تحریکات میں پیش پیش تھے۔ چھوٹے بیٹے عبدالمومن کو وقف کیا اور پھر اسے ڈاکٹر بنا کر نظام جماعت کے سپرد کیا جو آج فضل عمر ہسپتال میں خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ بڑے علم دوست تھے۔ آپ کی لائبریری میں بڑی نایاب کتب تھیں۔ ہر نئی طبع ہونے والی کتاب فوراً خریدتے تھے۔ بڑے متوکل تھے اور دعا پر بڑا یقین تھا۔ جب بھی کوئی مربی یا مرکز سے بزرگ آپ کے ہاں جاتے تو سواری کا انتظام کر کے انہیں اپنی زرعی زمین پر لے جاتے اور زمین پر لے جا کر دعا کرواتے اور بڑے فخر سے بتاتے کہ یہ زمین اس لئے خریدی ہے کہ یہاں جماعت کا مرکز قائم رہے۔ ایک دفعہ جناب مولانا نسیم سیفی صاحب اور پروفیسر محمد اسلم صاحب صابر اور خاکسار ایک خصوصی دورے پر قاضی احمد گئے۔ مختصر وقت تھا مگر آپ بضد تھے سواری کا انتظام کیا اور اپنی زمین پر لے گئے۔ جہاں ایک لمبی پرسوز دعا ہوئی۔ مقامی جماعت کی ترقی اور مضبوطی کے لئے کئی سکیمیں اور پروگرام ذہن میں تھے۔ وہ بیان کرتے رہے۔ اس بات سے وفد کے ارکان بہت متاثر ہوئے کہ ڈاکٹر صاحب موصوف کس طرح دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔ کتنا پیار تھا جماعت سے اور انسانیت سے۔ آپ کا دل اللہ اور اس کے بندوں کی محبت سے لبریز تھا۔ اس کے درد مند دل کو وہ سرزمین کتنی بھاتی تھی۔ آخر وقت تک مخلوق خدا کی ہمدردی اور دعوت الی اللہ کے فریضہ نے وہ سرزمین چھوڑنے نہ دی اور مستقل مزاجی سے حالات کا مقابلہ کرتے رہے۔

اعلان

انٹرنیشنل ایسوسی ایشن آف احمدی آرکیٹکٹس و انجینئرز کراچی لوکل چیپٹر کا ایک اجلاس زیر صدارت خاکسار ۲۲، ستمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعہ بعد نماز جمعہ احمدیہ ہال کراچی میں ہو گا۔ جملہ ممبران شرکت فرمائیں۔ لوکل چیپٹر کراچی کے عہدیداران کا انتخاب ہو گا۔

افتخار علی قریشی
چیئرمین مقیم ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈاکٹر جمیل جالبی

شاعری اور مسائل حیات

کسی نے کہا ہے کہ شاعری مسائل حیات کے اظہار اور اس کی ترجمانی کا نام ہے۔ میں آج خود سے یہی سوال پوچھتا ہوں کہ شاعری کے تعلق سے مسائل حیات کے آخر کیا معنی ہیں۔ روٹی۔ کپڑا۔ مکان اور ان سے پیدا ہونے والے مسائل بھی مسائل حیات کے ذیل میں آتے ہیں۔ اپنوں ہمسائیوں اور ہسپتال میں لب دم سسکتے ہوئے بیماروں کو دیکھ کر جو کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ بھی مسائل حیات کے ذیل میں آتی ہے۔ معاشرے میں جو بے انصافیاں ہیں۔ اور وہ ظلم و جبر جو ان ناانصافیوں کی کوکھ سے جنم لے رہا ہے۔ وہ بھی مسائل حیات کے ذیل میں آتا ہے۔ آپ کے ذاتی مسائل دکھ درد۔ غم روزگار۔ غم جہاں اور غم جاناں۔ یہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں وہ روایات، وہ چلن، وہ طرز حیات، جس نے معاشرے کو منجمد کر دیا ہے وہ بھی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ معاشرے کے باطن میں ہونے والا اضطراب۔ مخصوص حالات سے پیدا ہونے والی بے چینی اور اس بے چینی سے پیدا ہونے والے جذبات احساسات اور خیالات، یہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو کچھ زیر فلک انسان دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ کر رہا ہے اور اس کے کرنے سے جو صورتیں سامنے آ رہی ہیں۔ جو اچھائیاں یا برائیاں پیدا ہو رہی ہیں۔ اور خیر و شر کی جو صورتیں وجود میں آ رہی ہیں وہ سب مسائل حیات کے ذیل میں آتی ہیں۔

ان کو بیان کرنے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ آپ ان مسائل حیات کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کسی اخبار میں واقعاتی اور حقائق پر مبنی ایک مضمون لکھ دیں۔ اگر آپ اخبار کے مدیر ہیں تو اس موضوع پر اداریہ لکھ دیں گے۔ آپ اخبار کے شاعر ہیں تو اس پہلو پر کوئی نظم یا قطعہ لکھ دیں گے۔ اور اس طرح اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کر کے اپنا بوجھ ہلکا کر دیں گے۔ لیکن جب شاعری کی بات کرتا ہوں تو مسائل حیات کے تعلق سے اس میں دو سطحوں کا ہونا لازمی ہے۔ ایک سطح یہ ہے کہ مسائل حیات کے تعلق سے جب آپ شعر پڑھیں تو آپ کی توجہ اس مسئلے کی طرف جائے جس کا اشارہ اس شعر میں اس انداز سے کیا گیا ہے کہ بات آپ کے دل میں اتر گئی ہے۔ یہ وہ سطح ہے جو شاعر کے ہم عصر انسانوں اور خود شاعر کے لئے یکساں اہمیت کی حامل ہے۔ شعر اس لئے دامن دل کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے کہ اس میں کسی اہم واقعے کسی اہم بات، کسی اہم مسئلہ کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن یہ شعر اگر کسی ایسے انسان کو جو اس معاشرے سے تعلق نہیں رکھتا۔ متاثر نہیں کر رہا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس میں صرف ایک ہی سطح اور صرف ایک ہی تہہ ہے۔ اس لئے یہ شعر اس وقت تک ان لوگوں کے درمیان زندہ رہے گا۔ جب تک اس مخصوص واقعے کا اثر ان کے دلوں پر قائم رہے گا۔ ایسا شاعر جو روزمرہ کی زندگی کے واقعات کو شعر کا جامہ پہناتا ہے۔ اپنے دور میں مقبول ہو گا۔ لیکن جب یہ دور سمٹ جائے گا تو اس کی شاعری بھی اس کے ساتھ طاق نسیاں کی نذر ہو جائے گی۔

بے شمار ایسے شاعر ہیں جو ہمیشہ اپنے زمانے کی ترجمانی کر کے یہ کام کرتے رہے ہیں لیکن ہر بڑے شاعر کے ہاں شعر کی دو سطحیں ہوتی ہیں۔

ایک وہ سطح جس میں وہ اپنے دور کی ترجمانی کر رہا ہے دوسری وہ سطح جو اس کے عہد سے ماوراء ہوتی ہے۔ غالب۔ میر۔ اقبال۔ مولانا روم حافظ و سعدی اسی ذیل میں آتے ہیں۔ مثلاً" میر کو لیجئے۔ میر کی شاعری میں جو لہجہ جو تیور جو رنگ اور غم و کرب کی جو کیفیت نظر آتی ہے۔ اس کا تعلق اس کے عہد کے اس کرب سے ہے جب مغلیہ تہذیب زوال کی طرف تیزی سے جا رہی تھی عظیم تہذیب کی دیو ہیکل عمارت ملبہ بن رہی تھی اور اس دکھ میں سارا معاشرہ مبتلا تھا۔ میر نے اس دور کی زندگی کے دریا سے اس دکھ کو اٹھایا اور اپنی شاعری کی روح میں جذب کر دیا۔ اسی لئے میر اپنے دور کا مقبول شاعر تھا۔ مقبول اس لئے کہ اس نے معاشرے کے باطن میں ہونے والے دکھ درد کو اس کے کرب اور غموں کو ان واقعات کے حوالے سے اس طرح بیان کیا کہ اٹھارویں صدی کی روح حیات کی نبض پر میر کی انگلیاں جم گئیں۔ اس لئے میر اپنے دور کا ترجمان اور اپنے دور کا نمائندہ شاعر ہے۔ اس کے اشعار میں اٹھارویں صدی کے انسان کے لئے ان واقعات کی طرف ایسے درد انگیز اشارے موجود تھے کہ میر کا شعر اس کے دل میں اتر جاتا تھا۔ اگر میر کا شعر صرف اپنے دور کے لئے مخصوص ہوتا تو آج میر کی شاعری کا رنگ کبھی کا اتر جاتا۔ لیکن میر نے اس کرب کو اس غم و اندوہ کو آنے والے زمانوں کی روح سے ملا دیا۔ اس لئے میر کا غم ذاتی ہوتے ہوئے بھی ذاتی نہیں ہے۔ وقتی ہوتے بھی وقتی نہیں ہے۔ میر کے شعر آج بھی ہمیں اسی طرح متاثر کرتے ہیں جس طرح وہ اپنے دور میں کرتے تھے۔ اسی لئے میر ہر بڑے شاعر کی طرح دو سطحوں کا شاعر ہے اور یہ دونوں سطحیں مل کر میر کو بڑا شاعر بناتی ہیں وہ اپنے دور کے مقبول ترین شاعر تھے۔ اور آج بھی جب اُن کا زمانہ اور ان کا دور کبھی کا ختم ہو چکا ہے وہ بڑے مقبول شاعر ہیں۔ تو گویا مسائل حیات ہی شاعری کا خام مواد ہوتے ہیں۔ شاعری کا تانا بانا اسی سے بنتا ہے۔ لیکن شاعر ان مسائل حیات کو کس طرح اور کس انداز سے شاعری میں ڈھالتا ہے دراصل یہ وہ پہلو ہے جس سے شاعری کے درجے مقرر ہوتے ہیں ٭

(ماہ نو اگست ۱۹۸۹ء کے شکریہ کے ساتھ)

صبر اور اخلاق سے کام لو
(کشف الغطاء ص۷)

غزل

دشتِ جنوں میں سب ہیں ایک سے گھر
کوئی دیوار ہے نہ بام نہ در

تُو ہے اور درسِ ابجد و ہوّز
اور ہر سمت کاروبار ہنر

تُو گرفتارِ صوفی و مُلّا
منزل آزادگاں کی شمس و قمر

اک تصادم تصوّرات میں ہے
ساری دنیا ہوئی ہے زیر و زبر

کون ہے زیرِ سایۂ دیوار
گھر کے اندر نہیں کسی کو خبر

جھوٹ آکاش بیل کی صورت
اور خوں مانگے راستی کا شجر

رات کتنی طویل بھی ہو جائے
اس سے رُکتی نہیں نمودِ سحر

موت اِک سنگِ میل ہے ناہید
اس سے آگے ہے زندگی کا سفر

عبدالمنان ناہید

نفسانی جذبات سے اپنے تئیں روکے رکھو
(کشف الغطاء ص۸)

کینہ اور بُغض اور نخوت سے پاک ہو جاؤ۔ (اربعین ۴ ص۱۵)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

مولانا عبدالرحمن صاحب مبشر

مکرم مولوی عبدالرزاق صاحب

(ڈیرہ غازیخان)

میرے پیارے برادرم مکرم جناب مولوی عبدالرزاق صاحب آف ڈیرہ غازیخان ۲۴؍ اگست ۱۹۸۹ء کو ایک بجے شب دل کا دورہ پڑنے سے سیال کلینک ملتان میں بعمر بیاسی سال مولیٰ حقیقی کے بلاوے پر وفات پاگئے ہیں۔

برادرم مکرم میرے بڑے بھائی تھے۔ ماں باپ ۱۹۱۹ء میں ہم تین بھائی اور ایک ہمشیرہ کو بحالت یتیمی چھوڑ کر اللہ کو پیارے ہوگئے۔ چونکہ صحیح معنوں میں ان کی وفات کے بعد ہمارا کوئی حقیقی سرپرست نہ تھا اس لئے اپنے گھر کو خیر آباد کہہ کر سب سے پہلے میں برائے تحصیل علوم دینیہ ۹ سال کی عمر میں گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ چند ایام ایک حافظ صاحب کے پاس گذارنے کے بعد اپنے بڑے بھائی مولوی عبدالرزاق صاحب کو لینے کے لئے اپنے گاؤں واپس آیا اور چھوٹے بھائی یار محمد بعمر ڈیڑھ سال اور ہمشیرہ جنت بی بی بعمر چھ سال کو اپنے رشتہ داروں کے پاس چھوڑ کر اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے ہم دونوں بھائی نامعلوم سفر پر روانہ ہوگئے۔ ہم کو اپنی منزل کا بھی پتہ نہیں تھا۔ اور نہ کچھ زادِ سفر تھا بلکہ جسم پر کپڑے بھی پورے نہیں تھے۔ صرف دینی تعلیم حاصل کرنے کی امنگ دل میں موجزن تھی۔ پھرتے پھراتے ہمیں ایک نیک دل حافظ نور محمد صاحب کھول جو قرآن مجید کا درس دیتے تھے کے پاس جاکر ٹھکانہ ملا۔

ہمارے اس نیک دل استاد نے ہمیں دہلی لے جاکر مدرسہ حمیدیہ جو حافظ حمید اللہ صاحب اہل حدیث کی زیر سرپرستی قائم تھا میں جاکر ہم دونوں کو داخل کروادیا۔ قرآن مجید ہم نے وہاں ختم کیا۔

برادرم مکرم مولوی عبدالرزاق صاحب تو اہل حدیث کے مختلف مدارس میں تعلیم حاصل کرتے رہے اور امرتسر کے مدرسہ غزنویہ سے دینی علوم کی سند حاصل کی۔ اس کے بعد راولپنڈی میں اہل حدیث کی ایک مسجد میں امام بنا دئے گئے اور بطور ہیڈ مبلغ پاکستان کی اہل حدیث جماعتوں میں واعظ کے طور پر دورے بھی کرتے رہے

اسی دوران مجھے ۱۹۲۴ء میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت فضل عمر کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور قادیان جاکر مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوکر دینی تعلیم حاصل کرنے اور پھر جامعہ احمدیہ میں مولوی فاضل کلاس کا امتحان پاس کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ میرے قیام قادیان کے ابتدائی ایام میں برادرم مکرم اپنے خیال کے مطابق راولپنڈی سے قادیان آکر مجھے کئی بار سمجھاتے رہے اور احمدیت چھوڑ دینے اور جماعت اہل حدیث میں واپس آنے کی تلقین فرماتے رہے میں نے بھی ان کو احمدیت کی دعوت پورے جوش اور جذبہ کے ساتھ جاری رکھی۔ دو سال کی سخت کش مکش کے بعد بالآخر برادرم مکرم نے ہتھیار ڈال دئے اور جماعت احمدیہ میں بیعت کرکے داخل ہونے کا شرف پایا۔

کچھ عرصہ بعد قادیان ہی میں میرے پاس آکر سکونت اختیار کرلی۔ اور میرے تالیف وتصنیف کے کام میں میرا ہاتھ بٹاتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد انہوں نے ڈیرہ غازیخان جاکر مستقل سکونت اختیار کرلی اور وہاں لوہے کے سامان کی دکان کھول لی۔ میں نے بھی قادیان سے آنے کے بعد شہر ڈیرہ غازیخان میں سکونت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ ہم دونوں بھائی اکٹھے رہیں۔

برادرم مکرم چالیس سال تک متواتر شہر ڈیرہ غازیخان کی احمدیہ جماعت کے سیکرٹری تعلیم وتربیت اور امام الصلوٰۃ رہے۔ برادرم مکرم کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ نماز تہجد باقاعدگی سے ادا کرتے تھے اور اسی طرح پانچوں وقت نماز بیت الذکر میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے اور کبھی کوئی روزہ بھی قضاء نہیں کیا تھا۔ قرآن مجید کے ساتھ آپ کو عشق تھا اور اس کے پڑھنے پڑھانے میں ہمیشہ مصروف رہے۔ تمام چندے باقاعدگی سے ادا کیا کرتے تھے نہایت درجہ منکسر المزاج ملنسار اور مرنجان مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ اپنے تو اپنے ان سے ملنے والے غیر از جماعت لوگ بھی ان کے اخلاق حسنہ کے معترف تھے اور کاروباری دیانت وامانت میں ان کی تعریف کیا کرتے تھے۔

ہم دونوں ایام طفلی سے ہی چونکہ والدین کی شفقت سے محروم ہوگئے تھے۔ جبکہ میری عمر صرف نو سال تھی اور برادرم مکرم کی صرف گیارہ سال۔ اس لئے میں نے ہمیشہ ان کو اپنے شفیق باپ کا درجہ دیا۔ مجھے ان کی دعاؤں اور مفید مشوروں سے بہت تسلی ہوتی تھی۔ قریباً اسی سال تک ہماری رفاقت اور بھائی چارے کی داستان ایک مثالی محبت و یگانگت کا بہترین نمونہ رہی۔ افسوس ہے کہ ہمارا چھوٹا بھائی یار محمد اپنے آبائی گاؤں میں رہ جانے کی وجہ سے ہمارے ساتھ شامل نہ ہوسکا۔

تقریباً دو سال سے برادرم مکرم کاروبار چھوڑ چکے تھے ان کو ضیق النفس کی تکلیف تھی جو بعض دفعہ دل کے دورہ پڑنے کا باعث بنتی رہی بالآخر یہی دورہ ان کی وفات کا باعث بنا۔ میرے مشورہ پر برادرم مکرم چند ماہ قبل ربوہ میں سکونت پذیر ہوئے تھے۔ گذشتہ دو ماہ سے وطن واپس تشریف لے گئے۔ اس بیماری کے علاوہ اچانک برادرم مکرم کو ایک بہت بڑا صدمہ اپنے لائق فرزند عزیزم بشیر احمد اختر صاحب ریلوے گارڈ کی اچانک وفات سے پہنچا۔ عزیز محترم نیک سیرت احمدیت کے سچے خادم تھے۔ میرا ان کے ساتھ دوہرا رشتہ تھا علاوہ بھتیجا ہونے کے وہ میرے داماد بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ درحقیقت یہی صدمہ ان کی بیماری میں اضافہ کا موجب بنا۔ پچھلے دو ماہ سے صحت زیادہ خراب ہوگئی تھی سیال کلینک ملتان میں ان کو داخل کروایا گیا جہاں آپ نے دل کا دورہ پڑنے پر داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کی میت ان کے اعزہ ربوہ لے آئے اور موصی ہونے کے ان کی تدفین بہشتی مقبرہ میں عمل میں لائی گئی۔ ان کی نماز جنازہ بیت المبارک میں مکرم مولوی محمد سعید صاحب انصاری سابق انڈونیشیا نے پڑھائی قبر تیار ہونے پر عاجز نے دعا بعد از تدفین کروائی۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ آپ برادرم مکرم کی بلندی درجات کے لئے دعائیں جاری رکھیں اور اس عاجز کو اپنی مخلصانہ دعاؤں میں یاد رکھیں کیونکہ تیسری بار پراسٹیٹ کا اپریشن کروانے کے بعد بھی مکمل صحت حاصل نہیں ہوئی۔ جسمانی کمزوری بھی لاحق ہے۔ جبکہ ایک نہایت اہم کتاب کی کتابت وطباعت ابھی جاری ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے درخواست دعا ہے۔

برادرم مکرم کے پسماندگان میں اس وقت ان کی غم زدہ بیوہ کے علاوہ ایک فرزند مبشر احمد ایک دختر زیب النساء بلوچ (جو کہ شادی شدہ اور صاحب اولاد ہیں) اور ایک درجن سے زائد ان کے پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں انکی یادگار موجود ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔

بواسیر کورس
PILES COURSE
۴۰ روزہ کورس
قیمت ۴۰/-

قبض کورس
CONSTIPATION COURSE
مختصر کورس
قیمت ۱۶/-

گیس کورس
FLATULENCE COURSE
مختصر کورس
قیمت ۱۶/-

جلن معدہ کورس
HEART BURN COURSE
مختصر کورس
قیمت ۱۶/-

کمی خون کورس
ANEMIA COURSE
مختصر کورس
قیمت ۱۶/-

لٹریچر ۳/- روپے کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیں
کیوریٹو میڈیسن کمپنی گولبازار ربوہ
فون: سیلز ، کلینک ، رہائش ڈاکٹرز
۷۷۱ ، ۶۰۶ ، ۶۰۷

نادار مریضوں کے علاج کیلئے

عطایا کی تحریک

فضل عمر ہسپتال ربوہ مرکز سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خدمت خلق کا ایک نیک نام ادارہ ہے اس ہسپتال میں سینکڑوں ہزاروں افراد بلا تمیز مذہب وملت مفت علاج کی سہولت حاصل کرتے ہیں۔
اس ہسپتال کو حضرت امام جماعت احمدیہ اس معیار کا ہسپتال بنانا چاہتے ہیں کہ

"وہ ساری دنیا میں اس روح اس کردار اور ظاہری باطنی معیار کا کوئی ہسپتال نہ ہو"

مستحق مریضوں کے مفت علاج کی یہ خدمت خلق ہمیشہ مخلصین احمدیت کے عطایا پر منحصر رہی ہے۔ مستحق مریضوں کی امداد کے لئے صدقہ کی رقوم احباب جماعت ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محتاج اور ضرورتمند بندے کی مدد خالق دوجہان کی مدد کے مترادف ہے۔ صدقہ بلاؤں کو ٹالتا ہے۔ موت کے منہ میں سسکتی ہوئی انسانیت کی خدمت سب سے عظیم صدقہ ہے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ عطایا برائے مستحق مریضان کی مد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ فضل عمر ہسپتال خدمتِ خلق کے کام کو جاری رکھ سکے۔

ایڈمنسٹریٹر فضلِ عمر ہسپتال ربوہ

تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدردِ نوعِ انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ۔

فضلِ عمر ہسپتال میں فوری ضرورت

مندرجہ ذیل آسامیوں کے لئے جماعت کے مرکزی ہسپتال (فضل عمر ہسپتال ربوہ) میں خدمت کا شوق رکھنے والے احباب اپنی درخواستیں معہ دستاویزات کی فوٹو کاپیاں مقامی امیر یا صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بھجوائیں یا دفتری اوقات میں براہِ راست ایڈمنسٹریٹر سے ملاقات کریں۔ آسامیوں کی تفصیل معہ گریڈ حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام آسامی	تعداد آسامی	گریڈ
۱	پیتھالوجسٹ	۱	۲۹۴۰ - ۲۱۰ - ۵۰۴۰
۲	ریڈیالوجسٹ	۱	۲۲۴۰ - ۱۶۸ - ۴۲۵۶ ۵۰۰/- N.P.A
۳	فی میل میڈیکل آفیسر (گائنی)	۱	۲۲۴۰ - ۱۶۸ - ۴۲۵۶ ۵۰۰/- N.P.A
۴	جنرل ڈیوٹی میڈیکل آفیسر	۱	ایضاً
۵	ڈینٹل ٹیکنیشن	۱	۹۸۰ - ۴۹ - ۱۹۶۰
۶	میل نرس	۳	ایضاً
۷	ڈسپنسر	۱	۸۲۶ - ۳۶ - ۱۵۴۶
۸	لیبارٹری اسسٹنٹ	۳	ایضاً
۹	اپریشن روم اسسٹنٹ	۱	ایضاً
۱۰	خاکروب	۲	۴۷۶ - ۱۲ - ۵۷۲ - ۱۵ ۷۵۲ - ۲۱ - ۹۲۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

• وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میری حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش سے متعلق خبر بالکل بے بنیاد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اخبارات کو چاہئے کہ خبروں کی اشاعت سے پہلے تصدیق کر لیا کریں۔

• وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ یوٹیلیٹی سٹورز کارپوریشن کی طرز کا ادارہ قائم کرنے کیلئے کسی بھی نجی ادارے کی کوششوں کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت مارکیٹ کو ڈی ریگولیٹ بنانے کی کوشش کر رہی ہے۔

• وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے گذشتہ ماہ ۲۵ تاریخ کو گلگت سے اسلام آباد جاتے ہوئے فوکر طیارے کی گمشدگی کے بارے میں دوبارہ فضائی تلاش کی ہدایات جاری کی ہیں۔

• اعلیٰ حکام نے سنٹرل بورڈ آف ریونیو کو ہدایات جاری کی ہیں کہ پچھلے دور میں سرکاری مراعات (مالی، پلاٹ، پرمٹ، ملازمتوں اور دیگر معاملات وغیرہ) سے فائدہ اٹھانے والے اور کم شرح سود پر قرضے حاصل کرنے اور اربوں روپے کے قرضے معاف کرانے والے تمام سیاستدانوں اور بااثر افراد کے اثاثوں کی مکمل چھان بین کی جائے۔ تاکہ ان کے متعلق بلیک بک تیار کی جا سکے۔

• ایوان صدر اسلام آباد میں داخل ہونے والے مشکوک شخص حبیب رحیم کو پکڑ لیا گیا ہے۔ ایک لوڈڈ پستول بھی اسکے قبضہ سے برآمد ہوا ہے۔ اس نے اپنے ابتدائی بیان میں یہ اعتراف کیا ہے کہ وہ وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کو قتل کرنے کے ارادہ سے آیا تھا۔ لیکن غلطی سے ایوان صدر میں داخل ہو گیا۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص سوات کا رہنے والا ہے۔

• روس کی جمہوریہ آذربائیجان اور یوکرائن میں لاکھوں افراد نے مظاہرے کئے ہیں۔ یہ مظاہرے مزید سیاسی خود مختاری حاصل کرنے کے لئے کئے جا رہے ہیں۔

• غلام مصطفیٰ جتوئی نے کہا ہے کہ مڈٹرم الیکشن کا خیال احمقانہ ہے وزیر اعظم کو ہٹانے کا واحد طریقہ تحریک عدم اعتماد ہے۔

• فار ایسٹرن اکنامک ریویو نے لکھا ہے کہ جنرل ضیاء کے سیاسی وارث نواز شریف ہی بے نظیر بھٹو کے خلاف اصل قوت ہیں۔ رسالے نے لکھا ہے کہ اسلامی اتحاد کی حکومت بنی تو چند ماہ ہی رہے گی اس میں وزیر اعظم کے عہدے کے لئے چار امیدوار ہیں۔

گھریلو اشیاء برائے فروخت

گھریلو استعمال کی اشیاء مثلاً فریج، فرنیچر وغیرہ فوری فروخت کیلئے موجود ہے

رابطہ

اشتیاق احمد ۱۳/۷ دار الرحمت غربی ربوہ

فون ۳۹۳

سرزمینِ قادیان کا اولین

مشہور دواخانہ

۱۹۱۱ء سے مصروفِ خدمت

گوجرانوالہ، ربوہ، قلعہ کالر، ملتان، کراچی

۷۴۸۴۴، ۹۰۶، —، ۳۱۰۲۶، —